Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities 1
Vol 5 (1) Jan-March, 2019 pp.1-18.
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. Email:editor@gjmsweb.com
Impact Factor value = 4.739 (SJIF).

Allama Abdul Mustafa Aazmi as a Seerat Nigar

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی بحیثیت سیرت نگار

Ashiq Hussain [1], Dr.Muhammad Siddique Sialvi[2]

ABSTRACT- *Maulana Abdul Mustafa Aazmi was the prominent scholars. He wrote many books on different topics. He was also a poet. His book on Seerat Nigari (Characterisation) is distinguished because he covered all aspects of the life of the Holy Prophet, Muhammad, (PBUH) rather describing a few famous aspects of His life. His writing style is also different from other sholars in a sense that he narrated different aspects of the Holy Prophet in an abstract way. In this way, the reader of this book gets complete knowledge of the life of the Holy Prophet in comprehensive form and this thing has made his book distinct from other books written on the same topic.*

Key words: Seerat Nigari, Holy Prophet, writing style, complete knowledge.
Type of study: ***Original research paper***.
Paper received: 05.9.2018.
Paper accepted: 12.11.2018.
Online published: 01.01.2019.

---

1. M.Phil Scholar, Department of Islamic studies, Institute of Southern Punjab. ashiqhussaingpgckwl@gmail.com.
2. HOD, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab, Multan. Cell # +092302732082.

مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی کے حالات زندگی اور ان کی علمی و دینی خدمات:

مشرقی یوپی کا مردم خیز قصبہ گھوسی اپنی تاریخی قدامت اورعلمی ودینی شاندار روایات کے لحاظ سے نمایاں مقام رکھتاہے، جس کے تابناک ذرے افق علم وفضل پر آفتاب وماہتاب بن کر ابھرے ہیں ،جن کی ضیابار کرنوں سے برصغیر کا چپہ چپہ روشن ہواہے اوردنیا نے علم ومعرفت کی روشنی حاصل کی ہے ،اس خاک سے اٹھنے والے علماء فضلا شیراز ہند کی عظمت رفتہ کی بازیافت میں ہمیشہ سرگرم عمل رہے ،انہی باوقار علمی ہستیوں میں فخر المحدثین حضرت علامہ عبد المصطفیٰ علیہ الرحمتہ والرضوان کی ستودہ صفات، قدر آور علمی وعبقری شخصیت بھی تھی، حضرت علامہ اعظمی متبحرعالم دین، بلند پایہ مدرس، مشہور خطیب، عظیم دانشور اورمصنف تھے،جنہوں نے درس وتدریس ،تصنیف وتالیف اوروعظ وتقریر کے ذریعہ اشاعت علوم اسلامیہ، تبلیغ دین اورارشاد وہدایت کے فراءض حسن وخوبی کے ساتھ نصف صدی سے زیادہ عرصے تک انجام دیے، ہزاروں باکمال تلامذہ ،درجنوں گراں قدر مصنفات یاد گار چھوڑیں ۔

خانداناورنام ونسب:

قصبہ گھوسی کی آبادی اوراس مقام پر بسنے والے خاندانوں کے جائزے سے معلوم ہوتاہے ،کہ دوسرے علاقوں سے ترک وطن کرکے یہاں سکونت گزیں ہوئے ،باہر سے آنے والے حضرت علامہ محمد عبد المصطفیٰ اعظمی رحمتہ علیہ کی بلند پایہ علمی شخصیت بھی ہے،جن کے چشمۂ علم سے ہزاروں تشنگان علوم نے اپنی پیاس بجھائی ۔ (۱)

آپ کا اسم گرامی محمد عبد المصطفیٰ اورسلسلہ نسب یہ ہے ۔ محمد عبد المصطفیٰ بن شیخ حافظ عبد الرحیم بن شیخ حاجی عبدالوہاب بن شیخ چمن بن شیخ نور محمد شیخ مٹھو بابا رحمتہ اللہ علیہ ۔ (۲)

ولادت اوربچپن:

حضرت علامہ اعظمی کی ولادت ماہ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ;247; مطابق ۱۹۱۴ء;247; محلہ کریم الدین پور گھوسی میں ہوئی، چونکہ والدین کی مسلسل آٹھ اولاد کے انتقال کے بعد ویران چمن میں بہار بن کر آئے تھے، اس لیے والدین نے افلاس وتنگ دستی کے باوجود ہونہار فرزند کو بڑے نازونعم میں پالا ،خود تحریر فرماتے ہیں ۔

’’والدین نے اپنی غریبی کے باوجود مجھے اپنا اکلوتا بیٹا ہونے کی وجہ سے بے حد لاڈ پیار سے پالا، پھول پان کی طرح سنبھال کر رکھتے اورمیری ہر خواہش وتمنا کو ضرورپوری کرتے اورماں باپ کی انھیں ناز برداریوں کی وجہ سے میں ضدی مزاج ہوگیا تھا،جس کا آج تک اتنا اثر باقی ہے ،کہ اگر کوئی میری بات نہیں مانتا تو مجھے غصہ آجاتاہے‘‘ ۔ (۳)

تعلیم وتربیت:

جب نوشت وخواندکی عمر کو پہنچے تو والد گرامی نے جو حافظ قرآن تھے، قرآن کریم ناظرہ اوراردوکی ابتدائی کتابیں گھرہی پر پڑھائیں ،اس کے بعد مکتب میں داخل کردیے گئے،جہاں درجہ چہارم تک اردو،دینیات اورحساب کی تعلیم پائی، فارسی زبان وقواعد کی تعلیم شروع ہوئی، تو گھوسی کے ایک قدیم ادارہ مدرسہ ناصر العلوم ملک پورہ میں داخلہ لیا،مگر دوری کی وجہ سے چند ہی ماہ تعلیم حاصل کی، پھر مدرسہ اسلامیہ فیض عام بیسواڑہ گھوسی میں داخل ہوئے،جہاں اس دور کے بابائے فارسی مولانا محمد سعید خان فتح پوری علیہ الرحمہ سے یوسف زلیخا، گلستاں ، بوستاں ، اخلاق محسنی وغیرہ پڑھیں ، اس مدرسہ میں عربی کی تعلیم کا بندوبست نہیں تھا،اس لیے اپنے ننہیال پورہ معروف ضلع مءو کے مدرسہ معروفیہ میں میزان ومنشعب سے لے کر شرح جامی تک تعلیم حاصل کی،۰۱;223;شوال ۱۵۳۱ھ;247 ;میں گھوسی کے ارباب علم ودانش حضرات کے مشورے سے مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ ضلع مراد آباد میں داخلہ لیا،جہاں شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظم علیہ الرحمہ ،حضرت مولانا حکمت اللہ امروہوی علیہ الرحمہ اورحضرت مولانا سعید محمد خلیل چشتی کاظمی امروی علیہ الرحمہ سے ایک سال تک متوسطات درس نظامی کی تحصیل کی، پھر ۰۱;223;شوال۲۵۳۱ھ;247 ;میں صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمتہ والرضوان کے ہمراہ بریلی شریف جاکر دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ لیا،میبذی، ملا حسن محدث پاکستان حضرت علامہ سردار احمد گورداس پوری علیہ الرحمہ سے پڑھیں ،اورباقی درس کتابیں حضرت صدر الشریعہ کے زیر درس رہیں ،بریلی شریف کا چارسالہ دورطالب علمی بہت تابناک رہا،علم وعرفان کی راجدھانی میں جو قلبی طمانیت وسکون میسر آیا،اس کی زریں یادیں سرمایۂ حیات بن گئیں ۔ (۴)ارشاد فرماتے ہیں ۔

’’اس دوران میں حضرت حجتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قبلہ خلف اکبر و سجادہ نشین اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت کا خاص طور پر شرف حاصل رہا،چند سفروں میں حضرت قبلہ نے مجھے اپنا رفیق سفر بھی بنایا،اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے بردار خرد مولوی محمد رضا خاں صاحب عرف ننھے میاں صاحب مرحوم سے فراءض کی مشق کی اورحضرت اقدس مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفی رضا خاں صاحب کے دارالافتاء میں بھی حاضر باش رہا، کبھی کبھی چھٹیوں میں مراد آباد بھی جاتا اورصدر الافاضل مولانا حافظ حکیم نعیم الدین صاحب قبلہ قدس سرہ العزیزکی خدمت میں بھی حاضری دیتا، عرس رضوی میں ہندوستان بھر کے اکابر علمائے اہلسنت کا بریلی میں اجتماع ہوتا، میں ان سب علماکی زیارت وخدمت کا شرف حاصل کرتا،سبحا ن اللہ وہ منظر نگاہوں کے سامنے اب بھی ہے،کہ جب یہ تمام علمائے اہل سنت قل شریف کے وقت ایک جگہ تشریف فرما ہوتے تھے،تو ایسا محسوس ہوتاتھا، کہ غالباً آسمان بھی زمین پر شک کرتا ہوگا‘‘ ۔ (۵)

اساتذۂ کرام:

۱) صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ

۲) شیخ العلما حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ

۳) محدث پاکستان حضرت علامہ سردار احمد گورداس پوری علیہ الرحمہ

۴) حضرت مولانا حکمت اللہ علیہ الرحمہ

۵)حضرت مولانا سعید محمد خلیل کاظمی چشتی علیہ الرحمہ (۸)

بیعت وخلافت:

حضرت علامہ اعظمی دوران طالب علمی تحصیل علم کے ذوق وانہماک کی بنا پر تصوف وسلوک، ذکر واذکار اورمجاہدہ وریاضت سے دور رہے،بلکہ وہ ان امور سے الگ رہنے ہی میں عافیت تصور کرتے، مگر شوال ۱۵۳۱ھ;247 ;میں جب بغرض تعلیم امروہہ پہنچے اوروہاں حضرت قاضی ابن عباس نقشبندی علیہ الرحمہ کی زیارت اوراشغال باطنی سے روشناس ہونے کا موقع ملا، جہاں ختم خواجگان کی مجلس پر پڑھنے لگے رفتہ رفتہ ان کی قلبی حالت اس درجہ بدل گئی ،کہ وہ وارفتگی وشیفتگی کی حدوں کو چھونے لگی، اپنے تاثرات کا اظہا ران الفاظ میں کرتے ہیں

’’میں روانہ بعد مغرب ختم خواجگان پڑھنے میں شامل ہوتا، میں حضرت قبلہ علیہ الرحمہ کے ذکر وشغل اورمعمولات نقشبندیہ کی پابندی اوران کی مقدس وپاکیزہ زندگی سے انتہائی متاثر ہوا،غیر شعوری طو ر پر خود بخود ،میرا قلب حضرت قبلہ علیہ الرحمہ کی طرف مائل ہونے لگا، بلکہ ختم پڑھتے پڑھتے بعض وقت ایسی کشش پیدا ہوتی، کہ میرا دل چاہتا کہ میں ان سے لپٹ جاءوں ، میں نے اپنے ان قلبی واردات کو کسی سے ذکر نہیں کیا،لیکن دل میں یہ عزم کرلیا ،کہ میں بھی حضرت قبلہ علیہ الرحمہ سے بیعت کرکے حلقے میں بیٹھا کروں گا ۔ ‘‘(۹)

مگر ۶۱;223;صفر ۲۵۳۱ھ;247 ;میں حضرت قاضی ابن عباس کا وصال ہوگیا اورآرزوئے بیعت دل ہی میں رہ گئی پھر بھی آپ نے عزم راسخ کرلیا، کہ سلسلۂ نقشبندیہ کے کسی مرشد برحق ہی کے حلقۂ ارادات سے وابستہ ہوں گے،چنانچہ ۳۵۳۱ھ;247 ;میں بریلی شریف سے حضرت قاضی علیہ الرحمہ کے عرس میں شرکت کے لیے امروہہ پہنچے،جہاں حضرت قاضی علیہ الرحمہ کے پیر بھائی مرشد برحق حضرت الحاج حافظ شاہ ابرار حسن خاں صاحب نقشبندی شاہجاں پوری علیہ الرحمہ کی زیارت سے مشرف ہوئے،روئے انور پر نظر پڑتے ہی ایسی کشش پیدا ہوئی، کہ داخل سلسلہ ہونے کا حتمی فیصلہ کرلیا اور۷۱;223;صفر ۳۵۳۱ھ;247; کو آپ کے دست حق پر ست پر بیعت کرلی، بیعت کے بعد حضرت قبلہ نے حلقہ میں بیٹھا کر تو جہالت عالیہ سے نوازا اورلطیفۂ قلب کی تعلیم فرمائی،جب تک مرشد برحق زندہ رہے،امروہہ ،علی گڑھ دہلی میں بار بار زیارت ہوتی رہی اورمعمولات نقشبندیہ کی تعلیم وتربیت کا سلسلہ جاری رہا،۲;223;ذوالقعدہ ۰۷۳۱ھ;247; کو مرشد کامل نے وصال فرمایا،تو ان

کے خلیفہ ومجاز حضرت الحاج قاضی محبوب احمد عباسی نقشبندی علیہ الرحمہ کے حلقہ سے وابستہ ہوئے اورسلوک ومعرفت کے مدارج طے کرتے رہے ۔ (۰۱)

تدریسی خدمات

دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور

اسلامی علوم وفنون کے مروجہ نصاب درس نظامی کی تکمیل دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڈھ میں ہوئی اورزندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا،علم وفضل کے اس پیکر نورانی نے اپنی تعلیمی خدمات کا آغاز دارالعلوم اسحاقیہ جودھ پور سے کیا،آپ سے پہلے یہ ادارہ ایک چھوٹا سا مکتب تھا،مگر حضرت کی کوششوں سے درس نظامی شروع ہوا،عربی وفارسی کے متعدد درجات قائم ہوگئے اوردیکھتے ہی دیکھتے یہ ادارہ عروج وارتقاکے راستے پر گامزن ہوگیا، ۹۳۳۱ھ;247 ;میں جودھ پور کے اندر ہندو ومسلم فساد ہوگیا،بہت سے معززین شہر کے ساتھ علمائے کرام بھی گرفتار کرلیے گئے،حضرت علامہ اعظمی علیہ الرحمہ کو اشتعال انگیز تقریر کرنے کا الزام لگا کر حراست میں لے لیا گیا اور ۶۱;223;جون ۹۳۹۱ء;247; کو مہا راجہ امید سنگھ کی حکومت نے آپ کو جودھ پور سے شہر بد کرنے کا فیصلہ کیا،چنانچہ پولیس کی حراست میں جودھ پور سے اجمیر شریف پہنچا دیا گیا ۔ (۲۱)

دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور

۲۴۹۱ء;247; ;میں دارالعلوم اشرفیہ مبارکپورکے اندر ہنگامی کیفیت پیدا ہوگئی،اساتذہ مستعفی ہوگئے،حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ جامعہ عربیہ ناگپور چلے گئے جس سے اشرفیہ کا نظام تعلیم وتربیت درہم برہم ہوگیا،اسی دوران مجلس انتظامیہ کے صدر جناب محمد امین انصاری مرحوم کی دعوت پر حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی بحیثیت صدر المدرسین اکتوبر ۲۴۹۱ء;247; دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور پہنچے اورپوری لگن کے ساتھ وہاں کے تعلیمی نظم ونسق کو بحال کیا،ایک سال بعد حافظ ملت علیہ الرحمہ بھی مبارکپور آگئے اورمدرس اول کے منصب پر فائز ہوگئے،حضرت علامہ اعظمی ان کے نائب کی حیثیت سے گیارہ سال تک تعلیمی وتنظیمی خدمات انجام دیتے رہے ۔ (۴۱

دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد

۲۵۹۱ء;247; ;میں حضرت علامہ اعظمی نے احمد آباد کا تبلیغی سفرکیا، جہاں مسلسل بیس تقریریں ہوئیں ،آپ کے مواعظ حسنہ سے احمد آباد میں دینی وعلمی بیداری پیدا ہوئی اورایک دارالعلوم کا منصوبہ زیر غور آیا،تعلیمی کانفرس احمد آباد،نے ایک ادارہ کے قیام کا ریزرویشن بھی پاس کردیا،مگر ادارہ کا قیام عمل میں نہ آسکا، بالآخر احمد آباد کے مخلص ومتدین اصحاب نے حضرت اعظمی علیہ الرحمہ کو با اصرار احمد آباد آنے کی دعوت دی، حضورمحدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حکم پر آپ احمد آباد تشریف لے گئے ۔

وصال:

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی زندگی کے آخری چند برسوں میں امراض واسقام کا نشانہ بن گئے تھے، علاج ومعالجہ کے باوجود صحت گرتی چلی گئی ،مگر شدید علالت کے زمانہ میں بھی تدریس وتصنیف کا شغل برابر جاری رہا،وفات سے کچھ مہینوں پہلے علاج اورآرام کی غرض سے مکان آگئے مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی بیماری شدت اختیارکرتی رہی،ضعف ونقاہت میں اضافہ ہوتا رہا، ساری تدبیریں راءگاں گئیں بالآخر ۵;223;رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ;247; مطابق ۱۵;223;مئی۱۹۸۵ء;247; بروز جمعرات بوقت عصر علم وفضل کا مہر درخشاں ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا ۔ (۱۲)

مسند تدریس سوگوار ،منبر خطابت خاموش اوربزم تصنیف وتالیف ماتم کدہ بن گئی،علمی ودینی حلقوں میں صف ماتم بچھ گئی ،چہرے مغموم ،آنکھیں اشکبار اورسینے درد وعالم سے بھر گئے ۔

زمانہ بہت غور سے سن رہا تھا
تمہیں سوگئے داستاں کہتے کہتے

۶;223;رمضان المبارک بعد نماز جمعہ اس پیکر علم وہنر کا جنازہ ہزاروں سوگواروں نے اپنے کاندھوں پر اٹھایا،تلمیذ رشید حضرت علامہ قمر الدین صاحب قمر اشرفی مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی اورآفتاب علم ودانش کو آبائی قبرستان کے قریب ان کی ذاتی زمین میں دفن کردیا گیا ۔ (۲۲)

تلامذہ:

حضرت علامہ اعظمی علیہ الرحمہ اپنے معاصر نابغۂ روزگار علماء وفضلا کی جماعت میں نمایاں مقام رکھتے تھے، آپ نے نصف صدی سے زائد عرصہ تک طالبان علوم اسلامیہ کی تعلیم وتربیت ایک ماہر فن استاذ کی حیثیت سے فرمائی اورآپ کی درسگاہ سے بڑے بڑے علما فارغ التحصیل ہوئے جو آگے چل کر وقت کے فقیہ،شیخ الحدیث، معتبر خطیب، بالغ نظر مفکر اورصاحب قلم مصنف ہوئے،جو ہندوبیرون ہنددین کی تبلیغ اوراشاعت علم کا اہم فریضہ انجام دے رہے ہیں ،چند اہم مشاہیر تلامذہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں ۔

۱۔ بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی شیخ الحدیث جامعہ شمس العلوم گھوسی ،مءو ۔

۲۔ حضرت علامہ قمر الدین صاحب قبلہ اشرفی، سابق صدر المدرسین جامعہ شمس العلوم گھوسی مءو ۔

۳۔ حضرت مولانا مجتبیٰ اشرف صاحب کھچو چھوی۔

۴۔ حضرت مولانا قدرت اللہ صاحب ۔

۵۔ قبلہ شیخ الحدیث تنویر الاسلام امرڈو بھابستی ۔

۶۔ حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب بخاری مفتی اعظم کچھ گجرات

تصنیف وتالیف:

حضرت علامہ اعظمی نے درس وتدریس ،وعظ وتقریر کے علاوہ اپنے گراں قدر رشحات قلم بھی یادگارچھوڑے ہیں ،۳۸۳۱ء;247;سے ۶۰۴۱ء;247;تک پچیس اہم کتابیں تصنیف فرمائیں ،جن کے صفحات کی مجموعی تعداد ۵۱۷۷ ہے،جو مختلف موضوعات پر لکھی گئی ہیں ۔ (۷۲)

اسلوب اورطراز داکے لحاظ سے تمام تصانیف یکساں ہیں ، جو مصنف کے قلم کی پختگی اورمخصوص انداز تحریر کی علامت ہے،اہم سے اہم دینی مباحث ہوں یا علمی مسائل ہر جگہ انتہائی سلامت وروانی کے ساتھ اشہب قلم رواں دواں ہے،تکلف وتضع سے عبارت پاک ہوتی ہے،آورد کاشائبہ نہیں ،آمد ہی آمد ہے،ثقیل ،نادر الفاظ اورطویل جملوں سے قاری پر اپنی عالمانہ وجاہت کا رعب بیٹھانے کے قائل نہیں ،بلکہ عام فہم الفاظ مختصر دلنشیں جملوں اورمتین وسنجیدہ سے ترسیل وابلاغ کا بھر پور کام لیتے ہیں ۔ اس مختصر مضمون میں علامہ اعظمی کی تمام کتابوں پر علیحدہ سیر حاصل گفتگوممکن نہیں اس لیے ان کی چند تصانیف درج ذیل ہیں :

(i)کراماتِ صحابہ (ii)جنتی زیور (iii)ایمانی تقریریں (iv) معمولاتِ ابرار

(v)آئینہ عبرت (vi)قیامت کب آئے گی (vii)عجائب القرآن (viii)جہنم کے خطرات

برصغیر میں سیرت نگاری کا آغاز و ارتقاء:

برصغیر پاک و ہند کے اہل علم و دانش نے بھی سیرت نگاری پر کام کیا ۔ سیرت نگاری کے حوالے سے ابو معشر نجی بن عبد الرحمٰن سندھی مدنی (متوفی ۱۷۰ھ) کی مغازی پر ایک کتاب کا ذکر ملتا ہے۔ (۷۳)

امام عبدللہ حمید بن نصر کسی مسند کے مصنف ہیں ان سے امام مسلم اور امام ترمذی نے روایت کی ہے ۔ امام بخاری نے اپنی الجامع الصحیح میں تالیقاً ان کی روایت درج کی ہے ۔ اکثر علماء طبقات و رجال نے انہیں وسط ایشیاء کے شہر''کش ''نزد سمر قند کی جانب منسوب کر دیا ہے ۔ مگر یعقوت حموی نے واضح کیا ہے کہ ان کا تعلق ارض ہند کے شہر کس (کچھ) سے ہے -(۸۳)

سلطان محمود غزنوی کی جولان کاہ یوں تو برن (بلند شہر) اور سومنات تک کے علاقے تھے ۔ مگر سلطان نے پنجاب اور سندھ کے علاقوں کو غزنی کی سلطنت میں شامل کیا تھا ۔ سلطان محمود غزنوی کی وفات (۴۲۱ھ) کے ساتھ غزنیوں کی قوت کمزور پڑ گئی ۔ تاہم تقریباً پونے دو سو برس تک اس خطے پر ان کا اقتدار قائم رہا ۔ غزنیوں کے بعد غوریوں نے اقتدار کا پرچم لہرایا اور جب شہاب الدین محمدغوری پنجاب کے شورش پسند کھوکھروں کو تنبیہ کرنے کے بعد غزنی واپس جا رہا تھا تو ۶۰۲ ھ (۱۶۰۲ء (میں جہلم کے کنارے شہید کر دیا گیا اسی برس قطب الدین ایبک نے برصغیر میں سلطنت کی داغ بیل ڈالی جو ۱۲۷۴ء تا ۱۸۵۷ء تک سردو گرم رہے اور نشیب و فراز سے گزرنے کے بعد سات سمندر پار سے آنے والے انگریزوں کے ہاتھوں ختم ہوئی ۔

اردو سیرت نگاری کی مرحلہ وار تشکیل:

برصغیر پاک و ہند میں اردو سیرت نگاری کے ارتقائی سفر میں پہلی صدی ہجری سے لے کر ساتویں صدی ہجری تک مختلف زبانوں)عربی ،فارسی ،بنگلہ ،ملائی (میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا لیکن اردو زبان میں کوئی نمایاں کام منظر عام پر نہ آیا ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ اردو کی پہلی نثری تصنیف کا پتہ لگانے کے لئے بیجا پور کے عجائب خانہ گئیں اور وہاں انھوں نے محمدخاں کا ایک اردو رسالہ ''جنونیہ ''ڈھونڈ نکالا جس کے ترقیمہ میں ایک مقام پر کاتب نے اس کا سن ۰۰۵ھ بمطابق ۶۰۴۱ء درج کیا ہے ۔ لیکن تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سن معتبر نہیں یہ رسالہ ۲۸۷ ھ)۰۸۳۱ء) کے بعد کسی وقت تالیف ہوا ہے ۔ گویا یہ رسالہ۰۰۴۱ء میں شاءع ہوا ہو گا ۔ (۹۳)اس عہد کے سب سے اہم مصنف خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (۱۲۳۱ تا ۲۲۴۱ء (ہیں جن کی تصانیف کی تعداد ۵۰۱ بتائی جاتی ہے ۔ انھوں نے عربی ،فارسی،اردو تینوں زبانوں میں کتب تحریر کی ہیں ۔ (۰۴)

اقبال الدین احمد نے اپنی کتاب ''تذکرہ خواجہ گیسو دراز ''میں تصانیف کے ضمن میں رسالہ سیرت النبی ﷺ کا ذکر کیا ہے کہ خواجہ بندہ نواز کا رسالہ ''سیرت النبی ''اردو نثر میں سیرت کی پہلی کتاب ہے ۔ یہ رسالہ بھی خواجہ کی دوسری بہت سی کتابوں کی طرح اب دستیاب نہیں ہے ۔

۰۰۴۱ء سے لے کر ۰۰۶۱ء تک اگرچہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا لیکن زیادہ ترکتب عربی اور فارسی کی تھیں اور اردو زبان میں کوئی کتاب یا رسالہ منظر عام پر نہیں آیا ۔

۰۰۷۱ء میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۳۰۷۱ء تا ۲۶۷۱ء) کی عظیم شخصیت سامنے آتی ہے آپ نے مترجم قرآن مجید کے علاوہ متعدد کتب اور رسائل فارسی اور عربی زبان میں تحریر کیے ۔

شاہ ولی اللہ نے آنحضرت ﷺ کی سیرت پر بھی فارسی میں ایک رسالہ ''سرورالمخزون''لکھا جس کا خلیفہ محمد عاقل نے ''سیرۃ الرسول'' کے نام سے اور عزیز ملک نے '' سید المرسلین'' کے نام سے اردو میں ترجمہ کیا ہے ۔ ان سے پہلے محمد عبدالرزاق نے ''گوہر مخزون ''کے نام سے اس کا اردو ترجمہ کیاتھا ۔ (۱۴)

خلیفہ محمد عاقل کا اردو ترجمہ ۰۸ صفحات پر مشتمل تھا جو کراچی سے شاءع ہوا ۔ عزیز ملک کا اردو ترجمہ ۶۷صفحات پر مشتمل تھا جو لاہور سے شاءع ہوا ۔ برصغیر میں قرآن مجید کی اردو تفسیروں کا آغاز دسویں صدی ہجری سے ہوتا ہے اور سب سے قدیم ترجمہ عبد العلی بلگرامی کا ہے جو ۵۸۷۱ء میں مکمل ہوا اس کے تین سال بعد ۸۸۷۱ء میں شاہ رفیع الدین دہلوی نے اور پانچ سال بعد ۰۹۷۱ء میں شاہ عبد القادر دہلوی نے اردو تراجم مکمل کیے ۔ (۲۴)

اس صدی کے آغاز میں بھی مولود نامے تحریر کیے گئے مگر اس صدی کے نصف اول میں آنحضرتﷺ کے سوانح حیات پر لکھی ہوئی کتابوں کی ایک کہکشاں نظر آتی ہے ۔ ایک طرف روایتی کتب سیرت ہیں اور دوسری طرف وہ کتابیں ہیں جو مختلف مذہبی مکاتیب فکر کے بزرگوں نے تحریر

کیں ۔ ان میں مسلم، غیر مسلم، دیو بندی، بریلوی، سنی، شیعہ، اہل حدیث، اور اہل قرآن حضرات نے خاصی تعداد میں کتابیں لکھیں ۔ یہ دور سیرت نگاری کے عہد زریں کہلانے کے مستحق ہے ۔ کیونکہ اخباروں ، رسالوں ، کتابوں ، مقالوں ، خطبوں اور پمفلٹوں کے ذریعے سیرت کا بیان عام ہونے لگا ۔ حضور ﷺکی حیات مبارکہ کا ایک ایک پہلو، ایک ایک گوشہ روشنی میں لایاگیا ۔ عورتوں ، بچوں اور نو جوانوں کےلئے الگ الگ کتب سیرت تالیف کی گئیں ۔ چھوٹی، بڑی ،ضخیم ، مختصر، شاعرانہ ، محققانہ کتابیں لکھی گئیں اور کتب سیرت کے اردو تراجم بھی تالیف کئے گئے ۔

غرضیکہ اُردو زبان میں سیرت رسولﷺ پر اچھی اور مستند کتابوں کا قحط نہیں ۔ اہل قلم حضرات حب ِنبوی ﷺ کے جذبے سے سرشار ہیں جو مشرق و مغرب کے علوم پر دسترس رکھتے ہےں ۔ اس قسم کی کتابوں کی اُردو میں ایک کثیر تعداد موجود ہے تاہم ان میں سے صرف چند ایک اپنے خصاءص کی وجہ سے اہمیت رکھتی ہے ۔ (۵)

سیرت المصطفیٰ ﷺ کا مختصر ہونا:

اس حوالے سے عبدالمصطفیٰ اعظمی لکھتے ہیں : :

پہلے خیال تھاکہ سیرت مقدسہ کے تمام عنوانوں پر کئی جلدوں میں ایک مبسوط و مفصل کتاب تحریر کروں مگر بچند وجوہ انھیں اپنے اس خیال سے رجوع کرنا پڑا ۔

اولاً:یہ کہ ان سے پہلے ہر زمانے میں اور ہر زبان میں ہزاروں خوش نصیبوں کو حضور رحمت عالمﷺ کی مقدس سیرت پر کتابیں لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ہزاروں لاکھوں خوش بخت مسلمان اس سعادت سے سرفراز ہوتے رہیں گے، بہت سے خوش قسمت مصنفین ہزاروں صفحات پر کئی کئی جلدوں میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں اسی مضمون پر لکھ کر سعادت کونین سے سرفراز اور دولت دارین سے مالا مال ہوگئے اور اس میں شک نہیں کہ ان بزرگان دین نے اپنی ان ضخیم کتابوں میں سیرت نبویہ کے تمام اہم عنوانوں پر سیر حاصل تفا صیل فراہم کی ہیں لیکن پھر بھی ان میں سے کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ا نہوں نے شہنشاہ کو نین ﷺ کی سیرت پاک کے تمام گوشوں کو مکمل کرکے اس کے تمام جزیات کا احاطہ کر لیاہے کیونکہ سیرت نبویہ کا ہر عنوان وہ بحر نا پیدا کنار ہے کہ اس کو پار کر لینا بڑے بڑے اہل علم کے لئے اتنا ہی دشوار ہے جتنا کہ آسمان کہ چاند و ستاروں کو توڑ کر اپنے دامن میں رکھ لینا ۔ اب ظاہر ہے کہ جو کام علم وعمل کے ان سر بلند پہاڑوں سے نہ ہوسکا بھلا ان جیسے عام انسان سے اس کام کے انجام پا جانے کا کیو نکر تصو رکیا جا سکتا ہے;238; اس لئے ان کو اسی میں اپنی خیریت نظر آئی کہ صرف چند اوراق کی ایک کتاب سیرت نبویہ کے موضوع پر لکھ کر مصنفین سیرت کی مقدس فہرست میں اپنا نام لکھوا لیں اور ان بزرگوں کی صف نعال میں جگہ پالینے کی سعادت حاصل کر لیں ۔

ثانیاً:یہ کہ انسانی مصروفیات کے اس دور میں جب کہ مسلمانوں کو اپنی ضروریات زندگی سے بالکل

ہی فرصت نہیں مل رہی ہے اور علمی تحقیقات سے ان کی ہمتیں کوتاہ اور دلچسپیاں ناپید ہو چکی ہیں اور ذہن و حافظہ کی قو تیں بھی کا فی حد تک ما ءو ف و کمزور ہوچکی ہیں ،آج کل کے مسلمانوں سے یہ امید فضول نظر آئی کہ وہ طویل و مفصل اور موٹی موٹی کتابوں کو پڑھ کر اس کے مضامین کو اپنے ذہن و حافظہ میں محفوظ رکھ سکیں گے،لہذا اس حال وماحول کا لحاظ کرتے ہوئے ان کہ خیال میں یہی مناسب تھا کہ سیرت نبویہ کے موضوع پر ایک اتنی مختصر اور جامع کتاب لکھ دی جائے جس کو مسلم طبقہ اپنے قلیل ترین اوقات فرصت میں صرف چند نشستوں کے اندر پڑھ ڈالے اور اسکو اپنے ذہن و حافظہ میں محفوظ رکھے ۔

ثالثاً:یہ کہ ان کے نزدیک اس موضوع پر مبسوط و مفصل کتاب کی تدوین و تالیف تو بہت ہی آسان کام ہے مگر اس کی طباعت و اشاعت کا انتظام کرنا غریب طبقہ علماء کے لیئے اتنا ہی مشکل کام ہے جتنا کہ ہما لیہ کی بلند چو ٹیوں کو سر کر لینا،کیو نکہ مسلمانوں کا مالدار طبقہ لغو اور فضول کاموں میں تو لاکھو ں کی دولت اڑا دینے کو اپنے لیے اتنا ہی آسا ن سمجھتا ہے جتنا کہ اپنی ناک پر سے مکھی اڑا دینے کو لیکن کسی دینی و مذہبی کتا ب کی طبا عت یا اس کی خریداری میں اس کے لیے ایک نیا پیسہ لگا دینا اتنا ہی دشوار اور کٹھن کا م ہے جتنا کہ اپنی کھا ل کو ا تار کر پا مال کر دینا یہ وہ تلخ حقیقت ہے کہ جس کی تلخی سے با ر بار تجر بات کے کا م و دہن بگڑ چکے ہیں لہذا ان تجر با ت کی بنا پر انھوں نے یہی بہتر سمجھا کہ وہ بس اتنی ہی ضخیم کتاب لکھیں جس کی طبا عت واشا عت کے اخراجا ت کا سارا بھا ر وہ خو د ہی اٹھا سکیں اور انہیں کسی کے آگے دست سوال دراز کر نے کی ضرورت نہ پڑے (۷۵)

سبب تالیف:

اعظمی صاحب اس کتاب کو لکھنے کی وجہ بیان کر تے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کتاب کو لکھنے کا سبب تو خو د ایک مدت دراز سے یہ نیک تمنا ان کے دل کی گہرائیوں میں موجزن رہتی تھی کہ وہ اپنے قلم سے حضور رحمت عالم ﷺکی حیا ت طیبہ اور آپﷺ کی مقدس زندگی پر کو ئی کتا ب لکھ کر ان بزرگا ن ملت کا کفش بردار بن جا ءو ں جنہوں نے سیر ت نبو یہ کی تصنیف و تالیف میں اپنی عمروں کا سر ما یہ صر ف کر کے ایسی تجا رت آخر ت کی کہ اس کے نفع میں انہیں)رضی اللہ عنھم ورضواعنہ) کی دولت دارین کا خزانہ مل گیا ۔

پھر مزید بر آں انکی تصنیفا ت کے قدر دانو ں نے بھی بار بار تقاضا کیا کہ سیر ت مبارکہ کے مقدس مو ضو ع پر بھی کچھ نہ کچھ آپ ضر ور لکھ دیں اور ان کر م فر ما ءو ں کا یہ مخلصا نہ اصرار اس حد تک ان کے سر پر سوار ہو گیا کہ وہ اس سے انکا رو فرار کی تاب نہ لا سکے ۔ یہ ہیں وہ اسبا ب ومحرکا ت جن سے متاثر ہو کر انہیں اپنے علمی سر ما ئے سے افلاس کے با وجو دقلم اٹھا نا پڑ ا اور کثر ت کا روہجو م افکا ر کے محشر ستاں میں اپنی گو نا گو ں مصروفیا ت کے با وجو د چند اور اق کا

یہ مجموعہ پیش کرنا پڑا ۔ اس کتاب کو انہوں نے حتی الامکا ن اپنی طا قت بھر جا ذب قلب و نظر اور جا مع ہونے کے سا تھ مختصر بنانے کی کو شش کی ہے ۔ (۸۵)

سیر ت النبی ﷺ کے ماخذ:

علامہ عبدالمصطفٰی اعظمی کی(سیر ت مصطفٰیﷺ)کا تعار ف ،وجہ تسمیہ اور مقدمہ بیا ن کر نے کے بعداب اس کتاب کے ما خذکا تذکر ہ کر نا بھی نہا یت ضروری ہے یہ کتاب مختصر ہو نے کے با وجود اپنی مضا مین سیر ت میں جا مع ہے ۔ علامہ اعظمی نے اس کی تکمیل میں جن جن کی کتب سیرت اور سیرت نگاروں سے استفا دہ کیا ان میں

۱۔ حضر ت عروہ بن زبیر تا بعی (متوفی ۲۹ھ)

۲۔ حضر ت عامر بن شراحیل امام شعبی (متوفی ۴۰۱ھ)

۳۔ حضرت ابا ن بن امیر المو مینن حضر عثما ن (متوفی ۵۰۱ھ

۴۔ حضر ت وہب بن منبہ یمنی (متوفی ۰۱۱ھ)

۵ ۔ حضر ت عا صم بن عمر بن قتادہ (متوفی ۰۲۱ھ (۶۔ حضر ت شرجیل بن سعد (متوفی ۳۲۱ھ

۷۔ حضر ت محمد بن شہاب زہر ی (متو فی ۴۲۱ھ)

۸۔ حضر ت ا سما عیل بن عبدالرحمٰن سدی (متوفی ۷۲۱ھ)

۹۔ حضر ت عبداللہ بن ابوبکر بن حزم (متو فی ۵۳۱ھ)

۱۰۔ حضر ت مو سیٰ بن عقبہ(صا حب ا لمغا زی) (متوفی ۱۴۱ھ)

۱۱۔ حضر ت معمر بن را شد (متوفی ۰۵۱)

۱۲۔ حضر ت محمد بن اسحا ق (صا حب المغا زی) (متو فی ۰۵۱ھ)

۱۳۔ حضرت زیا د بکا ئی (متوفی ۳۸۱ھ)

۱۴۔ حضرت محمد بن عمر واقدی (صاحب المغا زی)(متوفی ۲۰۷ ھ)

۱۵۔ حضرت محمد بن سعد (صا حب الطبقات) (متوفی ۰۳۲ھ)

۱۶۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(مصنف بخاری شریف) (متوفی ۶۵۲ھ

۱۷۔ حضرت مسلم بن حجاج قیشری (مصنف مسلم شریف)(متوفی ۱۶۲ھ)

۱۸۔ حضرت ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ (متوفی ۷۶۲ھ)

۱۹۔ حضرت ابو داءود سلیمان بن اشعث سجستانی (صاحب السنن)(۵۷۲ھ)

۲۰۔ حضرت ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی تر مذی(مصنف جامع ترمذی)(متو فی ۹۷۲ھ)

۲۱۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد یزید بن ما جہ قز وینی (صاحب السنن) (متوفی۳۷۲ھ)

۲۲۔ حضرت ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی(مصنف سنن نسائی)(متوفی ۳۰۳ھ)

۲۳۔ حضرت محمد بن جریر طبری(صاحب التاریخ)(متوفی ۳۱۰ھ)

۲۴۔ حضرت حا فظ عبدالغنی بن سعید امام النسب (متوفی ۳۳۲ھ)

۲۵۔ حضرت ابو نعیم احمد بن عبداللہ (صاحب الحلیہ)(متوفی ۴۳۰ھ)

۲۶۔ حضرت شیخ الا سلام ابو عمر حا فظ ابن عبد البر (متوفی ۴۶۳ھ)

۲۷۔ حضرت ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)

۲۸۔ حضرت علامہ قاضی عیاض (صا حب الشفاء)(۵۴۴ھ)

۲۹۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عبد اللہ سہیلی(صا حب الروض الانف)(متوفی ۵۸۱ھ)

۳۰۔ حضرت علامہ عبدالرحمٰن ابن الجوزی (صاحب شرف المصطفٰی)(متوفی۵۹۷ھ

۳۱۔ حضرت احمد بن محمد بن ابو بکر قسطلانی (صا حب موا ہب لدنیہ)(متوفی ۲۳ھ

۳۲۔ حضرت امام شرف الدین عبد المومن دمیاطی(صاحب سیرت دمیاطی)(متوفی ۷۰۵)ھ

۳۳۔ حضرت ابن سید الناس بصری(صاحب عیون الاثر)(متوفی ۷۳۴ھ)

۳۴۔ حضرت حا فظ علا ءو الدین مغلطائی (صاحب الاشارۃ الی سیرت المصطفٰی)(۷۶۲ھ

۳۵۔ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی(شارح بخاری)(متوفی ۸۵۲ھ)

۳۶۔ حضرت علامہ بد رالدین محمود عینی (شارح بخاری)(متوفی ۸۵۵ھ)

۳۷۔ حضرت ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن احمد سمہودی(صاحب وفاء الوفاء)(متوفی ۹۱۱ھ

۳۸۔ حضرت محمد بن یو سف صالحی(صاحب السیرۃ الشامیہ)(متوفی ۹۴۲ھ)

۳۹۔ حضرت علی بن بر ہان الدین (صاحب السیرۃ الحلبیہ)(متوفی ۱۰۴۴ھ)

۴۰۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی(صاحب مدارج النبوۃ)(متوفی ۱۰۵۲ھ)

سیرت مصطفٰی ﷺ کا اسلوب:

علامہ عبدالمصطفٰی اعظمی نے اپنی کتاب سیرت مصطفٰیﷺ میں جن جن موضوعات سیرت کا احاطہ کیاہے ان کی تمام تر فہرست مرتب کرنا بے جا طوالت کا باعث ہوگا لہٰذا ان مو ضوعات میں سے واقعاتی موضوعات مختصراً بیان ہونگے جبکہ سیرت کے واقعات کے علاوہ دیگر موضوعات تفصیلی ذکر کیے جائیں گے ۔

۱۔ علامہ عبد المصطفٰی اعظمی نے سیرت مصطفٰی ﷺ میں سیرت کا معنٰی و مفہوم ، حضور اکرمﷺ سے قبل عربوں کے حالات، ملک عرب کا حدود اربعہ،جغر افیائی انداز میں بیان کیاہے ۔

۲۔ عر بوں کی سیاسی حالت ،معاشی حالت، معاشرتی حالت، اخلاقی حالت اور مکہ و مدینہ کا تعارف بیان کرنےکےساتھ حضرت ابر اہیم ;174; اور ان کی او لاد کا تذکرہ کیاہے ۔

۳۔ ا عظمی صاحب نے اپنی کتاب میں خصو صیت کے ساتھ سیرت النبیﷺ پڑھنے کا طریقہ بیان کیا ہے

۴۔ اسی طرح انہوں نے سیرت مصطفٰیﷺ کے پہلے باب میں حضور ﷺ کے نا م ونسب ،خاندانی شرافت،

واقعہ فیل اور برکات نبوت کے ظہور کا ذکر کیاہے ۔

۵۔ دوسرے باب میں حضورﷺ کی ولادت با سعادت،شق صدر، بچپن کے واقعات اور سفر شام اور بحیریٰ کا بیانہے ۔

۶۔ سیرت مصطفٰیﷺ کے تیسرے باب میں ا علان نبوت سے پہلے کے کارنامے ، جنگ فجار، حلف الفضول، نکاحاور موحدین عرب سے تعلقات کا ذکر ہے ۔

۷۔ ا عظمی صاحب نے اس کتاب کے چو تھے باب میں پہلی وحی، دعوت اسلام کے تین ادوار ،ہجرت حبشہ اور غم کا سال کے ساتھ ساتھ طاءف وغیرہ کا سفر کا تزکرہ کیا ہے ۔

۸۔ اس کتاب کے پا نچویں باب میں بیعت عقبہ اولیٰ، بیعت عقبہ ثانیہ، ہجرت مدینہ، ام معبد کی بکری اور تا جدار دوعالم ﷺ کی مدنی ز ندگی کا ذکر ہے ۔

۹۔ اسی طرح باب نمبر چھے میں مسجد قباء کی تعمیر ، ابو ایوب انصاری کا مکان، مسجد نبوی کی تعمیراور اذان کی ابتداء وغیرہ کا بیان کیا گیاہے ۔

۱۰۔ ا عظمی صاحب نے اس کتاب کے سا تویں باب میں قبلہ کی تبدیلی ،غزوہ و سریہ کا فرق ،جنگ بدر اور غزوہ سویق وغیرہ کا ذکر کیا گیاہے

۱۱۔ اس کتاب کے باب نمبر آٹھ میں جنگ احد اور اس کے اسباب، خوا تین اسلام کے کارنامے، اور غزوہ غطفان وغیرہ کا بیان کیا گیاہے ۔

۱۲۔ سیرت مصطفٰی ﷺ کے نو یں باب میں سریہ ابو سلمہ، واقعہ بیر معونہ اور غزوہ بنو نضیر کا ذکر ملتاہے ۔

۱۳۔ اس کتاب کے دسویں باب میں غزوہ ذات الرقاع ،منافقین کی شرارت، واقعہ افک اور جنگ خندق اور اس کےاسباب وغیرہ کا ذکر کیا گیاہے ۔

۱۴۔ اعظمی صاحب نے گیارہویں باب میں بیعت الرضوان ، صلح حد یبیہ کیو نکر ہوئی، سلا طین کے نام دعوت اسلام اور سریہء نجد کا ذکر کیا ۔

۱۵۔ با رہویں باب میں جنگ خیبر، اسلامی لشکر کا ہیڈ کوارٹر ، فدک کی صلح اور حضورﷺ کو زہر دیا گیا،کا ذکرہے ۔

۱۶۔ اس کتاب کے تیرہویں باب میں جنگ موتہ اور اس کے اسباب، فتح مکہ، جنگ حنین،جنگ اوطاس اور مال غنیمت کی تقسیم کا ذکر کیا گیاہے ۔

۱۷۔ سیرت مصطفٰیﷺ کے چو دہویں باب میں آیت تخییر و ایلاء، غزوہ تبوک اور اسکے اسباب، اور مختلف وفود کا ذکر ملتا ہے ۔

۱۸۔ اعظمی صاحب نے پندرہویں باب میں شہنشاہ کونینﷺ کا تخت شاہی، موئے مبارک، غد یرخم کا خطبہ اورروافض کا ایک شبہ کا ذکر کیاہے ۔

۱۹۔ اسی طرح سولہویں باب میں انہوں نے جیش اسامہ، وفات اقدس، علالت کی ابتداء، تجہیز و تکفین اور حضورﷺکا ترکہ ،کابیان کیا ہے ۔

۲۰۔ ستر ہویں باب میں حلیہ مقدسہ، جسم اطہر، لعاب دہن، نعلین اقدس ،روز مرہ کے معمولات کاذکرہے

۲۱۔ اعظمی صاحب نے اٹھارہویں باب میں اخلاق نبوت،طب نبوی اور پیغمبری دعائیں کا بیان کیاہے ۔

۲۲۔ سیرت مصطفٰی ﷺ کے انیسویں باب میں متعلقین رسالت ازواج مطہرات کا ذکر کیا گیا ہے ۔

۲۳۔ اس کتاب کے بیسویں باب میں معجزات نبوت اور آسمانی معجزات کا ذکر ہے ۔

۲۴۔ اعظمی صاحب نے اس کتاب کے اکیسویں باب میں امت پر حضورﷺ کے حقوق کا تذکرہ کیاہے ۔

خلاصہ بحث :

زیر عنوان تحقیقی مقالہ علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی;231; کی کتاب سیرت ’’سیرت المصطفیٰ ﷺ ‘‘ کے بارے مینہے ۔ اس تحقیق سے درج ذیل نتاءج اخذ کئے گئے ہیں ۔ سب سے پہلے اس تحقیق کے ذریعے سے عبد المصطفیٰ;231; کے حالات وواقعات کا پتہ چلا جس سے ان کی مصروف شخصیت ہونے کا انداز ہ لگایا جاسکتاہے ۔ کہ کس طرح سے انہوں نے مختلف علاقوں میں درس وتدریس کے لئے سفر اختیار کیا اورکہاں کہاں اس فراءض کو سرانجام دیا ۔ ویسے تو اعظمی صاحب کے مختصر حالات زندگی کی جھلک ان کی تصانیف کے اندر مخصوص انداز کے ساتھ نظر آتی ہے مگر اس تحقیق سے ان کے حالات زندگی کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہوتی ہیں اوراس کے ساتھ ہی اس بات کا بھی پتہ چلتاہے کہ اعظمی صاحب نہ صرف مصنف بلکہ بہت اچھے شاعر بھی تھے اورآپ نے اپنی زندگی میں بہت سی حمد ونعت اورمناجات وغیرہ تحریر فرمائی ہیں ۔ جن کی مخصوص جھلک آپ کو اس مقالہ میں نظر آئے گی ۔

دوسرا نتیجہ جواس تحقیق سے اخذہوا وہ برصغیر میں سیرت نگاری کا آغاز وارتقاء کا جائزہ ہے جسکی بدولت ’’سیرت مصطفی‘‘ کے اسلوب کا موازنہ بھی کیا گیاہے ۔ ویسے تو برصغیر میں بہت سے سیرت نگاروں نے سیرت پر کام کیا ہے مگر سیرت کے پہلو اس قدر وسیع ہےں کہ اسکو کسی بھی مخصوص کتاب کے اندر جمع نہیں کیا جاسکا مگر اعظمی صاحب نے اسکا مختصر اورآسان الفاظ کے ساتھ ذخیرہ جمع کرنے کی بھر پور سعی کی ۔ ان کی کتاب کو دیکھ کر لگتاہے کہ انہوں نے سیرت کے پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کی الگ الگ ابواب بندی کی ہے جو کہ دیگر کتب کے اندر نظر نہیں آتی ۔

اوراس کے ساتھ ہی ان کا اسلوب بیان بھی نہایت سادہ اورعام فہم ہے جو دوسروں سے بالکل مختلف نظر آتاہے اگر ان کی کتاب کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس سے پتہ چلتاہے کہ انہوں نے کافی محنت اورلگن کے ساتھ اس پر کام کرتے ہوئے دوسروں سے مختلف انداز میں اسکو مرتب کیا ہے ۔ ان کی کتاب میں

دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے رسول اکرمﷺ کے حالات زندگی کو واضح انداز میں الگ الگ رونما ہونے والے واقعات کے ساتھ پیش کیا ہے جبکہ دوسرے سیرت نگاروں کی کتب سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو واضح انداز میں انہوں نے واقعات سیرت مکمل واقعہ کے ساتھ ذکر نہیں کیے ۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ انکا انداز بیان اعظمی صاحب سے مختلف تھا ۔ اعظمی صاحب نے نبی اکرم ﷺ کے بچپن کے حالات وواقعات سے لیکر رسول اکرمﷺ کے اعلان نبوت تک کے واقعات اورپھر اعلان نبوت کے بعد والے واقعات سے وصال تک کے واقعات کو بیان کیا، اگر بغورمطالعہ کیا جائے تو کافی وضاحت کے ساتھ ان واقعات کوبیان کیا ہے جبکہ دیگر کتب سیرت میں صرف مشہور واقعات کا ذکر ملتاہے ۔

سفارشات:

دورانِ تحقیق متعدد موضوعات سامنے آتے رہے جن پر ابھی بھی تحقیقی کام کیا جاسکتاہے ۔ ان عنوانات میں سے چند یہ ہیں :

۱۔ مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی بطو ر سیرت نگار

۲۔ مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی بطور مؤرخ

۳۔ مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی بطور محدث

۴۔ مولانا عبد المصطفیٰ کی دینی وتصنیفی خدمات

۵۔ مولانا عبد المصطفیٰ کی کتب ''تقریریں '' کا تجزیاتی مطالعہ

(ایمانی تقریریں ، حقانی تقریریں ، نورانی تقریریں ، عرفانی تقرریں کا خصوصی مطالعہ)

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ اعظمی، عبد المصطفیٰ، معمولات الابرار، مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص۲۴۱

۲۔ اعظمی، عبد المصطفیٰ، کراماتِ صحابہ، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ۴۱۰۲ء، ص۰۲

۳۔ معمولات الابرار، ص۴۵۱

۴۔ اعظمی، عبد المصطفیٰ، منتخب حدیثیں ، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ۹۰۰۲ء، ص۶۱ ۔ ۵۱

۵۔ معمولات الابرار، ص۶۵۱ ۔ ۵۵۱

۶۔ غلام جیلانی، اعظمی، تذکرہ صدر الشریعہ، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی، ۸۹۳۱ھ، ص۷۳

۷۔ معمولات الابرار،ص۹۵۱

۸۔ منتخب حدیثیں ، ص۷۱

۹۔ ایضاً،ص۴۶۱

۱۰۔ ایضاً،ص۱۶۶

۱۱۔ اعظمی، عبد المصطفیٰ، غرائب القرآن، رومی پبلی کیشنز، لاہور، (س۔ن)، ص۷

۱۲۔ معمولات الابرار،ص۱۷۴

۱۳۔ تذکرہ صدر الشریعہ، ص۱۴

۱۴۔ محمد بن اسحاق ندیم،الفہرست بیروت، مکتبہ خیاط، (س۔ن)، ص۳۹

۱۵۔ یعقوت حموی، معجم البلدان ،دارصادر،بیروت ،۱۹۷۷ء ،ج۴، ص ۴۶۰

۱۶۔ محمود خالد، انور ،ڈاکٹر،اردو نثر میں سیرت رسول ،اقبال اکادمی لاہور ،۱۹۸۹ء ،ص۲۰۴

۱۷۔ عطا حسین ،سیرت بندہ نواز ،نظام پریس حیدر آباد دکن ،(س۔ن)،ص۹۶

۱۸۔ معین الدین ،عقیل ،ڈاکٹر،تحریک آزادی میں اردو کا حصہ،انجمن ترقی اردو کراچی،۱۹۷۶ء، ص۲۴۷

۱۹۔ محمود خالد، انور ،ڈاکٹر،اردو نثر میں سیرت رسول ،اقبال اکادمی لاہور ،۱۹۸۹ء ،ص۲۱۶

۲۰۔ محمود خالد،انور ،ڈاکٹر ،اردو نثر میں سیرت رسول ،اقبال اکادمی لاہور ،۱۹۸۹ء ،ص۲۲۶ ۔ ۲۲۴

۲۱۔ سیرت مصطفی، ص۳۰ ۔ ۲۸

۲۲۔ ایضاً،ص۳۱ ۔ ۳۰

۲۳۔ ایضاً،۳۹ ۔ ۳۷

مصادرو مراجع:

۱۔ القرآن الکریم

۲۔ ابن القیم، الجوزیہ(م۴۹۱ھ)،بلوغ السءول من اقضیہ الرسول، حجر ، ۱۲۹۲ھ

۳۔ ابن القیم، الجوزیہ(م۴۹۱ھ)،زادالمعاذ فی ہدی خیر العباد، قاہرہ ، بیروت،۱۹۲۷ء

۴۔ ابن جوزی، عبدالرحمن بن علی، الوفا بالحوال مصطفی،فرید بک سٹال ، اردو بازار لاہور

۵۔ ابن حزم(م۴۵۶ھ)، جوامع السیرۃ، مطبوعہ قاہرہ و گگھڑ منڈی ضلع گوجرنوالہ(س۔ن)

۶۔ ابن کثیر(م ۷۷۴ھ)، شمائل الرسول، طبع مصطفی عبد الاحد، قاہرہ،۱۹۲۷ء

۷۔ ابن کثیر،(م ۷۷۴ھ)، اسیرۃ النبویہ، مطبوعہ قاہرہ، ۱۹۶۴ء

۸۔ ابن ماجہ، ابو عبدﷲ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ،دارالاحیاء التراث العربی،بیروت.

۹۔ ابن منظور، جلال الدین محمدبن مکرم، لسان العرب، دارصادر، بیروت،(س۔ن

۱۰۔ ابن ہشام(م۲۶۴ھ)تلخیص سیرت ابن ہشام بعنوان الارمی اختصار المغازی، طبع شوقی ضیف، قا ہرہ، ۱۹۶۶ء

۱۱۔ ابن ہشام(م۲۶۴ھ)،کتاب الحلیہ، قاہرہ، (س۔ن)

۱۲۔ ابو الفصل، قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ،(مطبوعہ قاہرہ،دمشق و بریلی۔

٣١۔ ابونعیم، الاصفہانی(م ٠٣٤ھ)، دلائل النبویہ، (مطبوعہ حیدر آباد دکن)(س ۔ ن)

٤١۔ احمد بن حنبل، مسند امام احمد، مکتبہ اسلامی، بیروت، ٨٩٣١ھ

٥١۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مقالہ سیرت ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، (س ۔ ن)

Biblography

Allah Bachaya Riaz, Abdul Ghafoor Awan (2018) Causes of intolerance and need of patience in the light of Quran-o-Sunnah, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (2):196-222.

Amjad Ali, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Comparative study of Khutbat-e- Madaras and Muhazirat-e-Seerat, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3): 153-189.

Awan, Abdul Ghafoor, Imran Ansari (2017). Specific study of Essays relating to Hazrat Jabir Bin Abdullah, *Global Journal of Management, Social Science and Humanities, Vol.3* (3):39-56.

Awan, Abdul Ghafoor, Jamil Ahmad (2017). Concept of Spiritualism of Peer Syed Ghulam Naseeruddin Naseer Gilani of Golara Sharif, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3):14-35.

Javeria Tehseen, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Critical analysis of the literature relating to three divorces in one sitting, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol .3* (3):71-84

Munawar, Syed Ali Shah, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Importance of the study of "Seerat" in Text books of Public Educational Institutions of Punjab, *Global Journal Management, Social Sciences and Humanities, Vol.3* (4):230-51

Misbah Tehseen, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Benefits of Marriage Life in Islam in the light of "Bahara-e-Shariat" and "Bahashti-i-Zaver", Global *Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3):106- 135.

Shakeela Naz, Awan, Abdul Ghafoor (2018) Analysis of the research papers of monthly magazine "Burhan-i-Dehli" on the Biographies of the Holy Prophet. *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (3):292-320.

Saima Rashid, Soubia Khan, Awan, Abdul Ghafoor (2018). Great saints of Multan and history of their shrines and their social importance, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (2):223- 245